علم کی اہمیت

مطلوبہ نشاط

اچھے برے کی تمیز، نور وظلمت میں فرق اور ہدایت وگمراہی میں واضح فرق کو جاننا اور پہچاننا تعلیم کے مقاصد حسنہ میں داخل ہیں۔

اسی لیے اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

علم روشنی ہے اور جہالت تاریکی.....

پھر آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ علمِ دین کا سیکھنا ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے۔

علم حاصل کرو ماں کی گود سے لے کر قبر کی آغوش تک۔

چاہے اس کے لئے ملکِ چین تک کیوں نہ جانا پڑے۔

چنانچہ علم انسان کو انسانیت کا درس دیتا ہے،

بھلے برے کی تمیز سکھاتا ہے۔ نیکی کی راہ دکھاتا ہے اور حرام حلال کا فرق بتاتا ہے۔

حق و باطل کی پہچان سے آگاہ کراتا ہے۔

علم ہر تاریک مقام پر روشنی کا مینار ثابت ہوتا ہے۔

علم وہ جام ہے جس کے پیتے ہی انسان کا دل ودماغ منور ہوجاتا ہے۔

علم وہ سمندر ہے جس کی گہرائی کا کسی کو پتہ نہیں۔

علم وہ قیمتی خزانہ ہے جس کو جتنا خرچ کرو اتنا ہی بڑھتا رہتا ہے۔

علم وہ سرمایہ، وہ دولت ہے، جس کو کوئی چور چرا نہیں سکتا۔

علم ایک ایسا دریا ہے جس کا کوئی کنارہ نہیں، اس سے سیرابی حاصل کرنے والوں کی طلب کبھی ختم نہیں ہوتی، بلکہ روز افزوں طلب بڑھتی ہی جاتی ہے۔

لہٰذا علم کا مقام بہت ہی افضل اور بہت ہی بلند و بالا ہوتا ہے۔

جن خوش نصیب حضرات نے اس گراں مایہ خزانے کو حاصل کیا ہے، انہیں علم حاصل کرنے میں راتوں کی نیندیں قربان کرنی پڑی ہیں ... بھوک کی اذیتیں ... پیاس کی کلفتیں گوارا کرنی پڑی ہیں۔

کبھی کبھی علم کی راہ میں بڑی بڑی رکاوٹیں اور دشواریاں بھی آتی ہیں جسے پوری ہمت اور حوصلہ کے ساتھ عبور کرنا پڑتا ہے۔تب یہ بیش بہا دولت ہاتھ آتی ہے۔

علم حاصل کرنے کے بعد خوش نصیب لوگ بڑے بڑے دانشور، فلاسفر، انجنیر، ڈاکٹر، آفیسر اور نامور سائنس داں بنے ہیں۔

علم کی دولت سے مالا مال ہونے کے بعد ان لوگوں نے ایسے ایسے کارنامے انجام دیئے ہیں جنہیں دیکھ کر انسانی عقل حیران رہ جاتی ہے۔

یہی تعلیم یافتہ لوگ ہمارے ملک وملت کے رہبر ورہنما بنے ہیں۔

ہماری حفاظت کے لیے ہمارے ملک کی سرحدوں کی نگہبانی کے لیے کیسے حیرت انگیز آلات اور ہتھیار تیار کیے گیے ہیں۔

ہماری روزمرہ کی ضروریاتِ زندگی کی سہولیات کے لیے کیا کیا اشیا ایجاد کی گئی ہیں؟

آج دنیا میں جو ترقیاتی کارہائے نمایاں نظر آرہے ہیں مثلاً مہینوں میں طے ہونے والے سفر کو دنوں میں بلکہ محض چند گھنٹوں میں طے کرنا، گھر بیٹھے انٹرنیٹ اور ٹی وی کے ذریعے دنیا بھر کی خبروں سے روشناس ہونا اور دنیا کے کسی حصے سے رابطہ قائم کرنا، یہ علم کی بدولت ہی ممکن ہوسکا ہے۔

گویا کہ زندگی کے ہر شعبے میں سائنس نے حیرت انگیز ترقی کی ہے۔آج ساری دنیا سائنس دانوں کی عظمتوں کو سلام کرتی ہے۔

زمانۂ قدیم میں جہالت کی وجہ سے عام طور پر لوگ بہت ساری پریشانیاں اور مصیبتیں برداشت کرتے تھے اور کس قدر ذلیل و خوار ہوتے تھے، شرمندگی اور رسوائی کا سامنا کرتے تھے، مندرجہ ذیل کہانی کو پڑھ کر آپ اس بات کا بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں۔

کسی شہر میں ایک بوڑھی عورت رہتی تھی۔ اس کا ایک اکلوتا بیٹا تھا۔ بچپن میں ہی اس کے باپ کا سایہ سر سے اٹھ چکا تھا۔ بوڑھی ماں نے محنت مشقت کر کے اس کی بہت عمدہ پرورش کی اور تعلیم کے نور سے بیٹے کو آراستہ کیا۔

بیٹا بھی ماشاءاللہ بہت ذہین تھا۔ وہ مسلسل کامیابی کا زینہ طے کرتا ہوا آگے بڑھتا گیا۔ تعلیم مکمل ہونے کے کچھ دنوں بعد اسے ایک اچھی سی نوکری پردیس میں مل گئی۔ ماں کے بوڑھاپے کا واحد سہارا اپنی ماں کو اللہ کے حوالے کر کے چلا گیا۔ اس کا یہ پختہ ارادہ بھی تھا اور اس نے یہ ماں کو بتا بھی دیا کہ پردیس میں اپنے رہن سہن کو بحال کرتے ہی ماں کو اپنے پاس بلا لے گا۔

بوڑھی ماں ہمیشہ اس کی صحت وسلامتی کے لئے بارگاہ ایزدی میں دعائیں کرتی رہتی تھی اور بیٹے کی جدائی کے غم میں آنسو بہاتی رہتی تھی۔ اسے ہمیشہ اپنے بیٹے کے خط کا انتظار رہتا تھا۔ ایک دن اللہ تعالے کی بارگاہ میں اس کی دعا قبول ہوئی اور پوسٹ مین خط لے کر بوڑھی ماں کے پاس پہنچا۔ خط ہاتھ میں لیتے ہی بوڑھی ماں کی آنکھوں سے خوشی کے آنسو جاری ہو گیے ۔ وہ خوشی سے آب دیدہ ہو گئی۔ مگر خود انپڑھ تھی۔ اس لیے خط پڑھوانے کے لیے گھر سے نکل پڑی۔

بڑھیا کو سرِ راہ ایک شخص ملا ۔ جو انگریزی لباس میں ملبوس تھا ۔ آنکھوں پر چشمہ چڑھائے، ہاتھ میں خوبصورت گھڑی، لگتا تھا کہ کوئی بڑا افسر ہے۔ ماں نے بڑی بے تابی کے ساتھ اس شخص کو روکا اور ایک خوبصورت سا لفافہ اس کی طرف بڑھا دیا اور بولنے لگی......

''بابو جی.....'' ''میرے لڑکے کا خط آیا ہے.....ذرا پڑھ کر مجھے سنا دو۔''

اس شخص نے لفافہ تو کھول دیا...مگر اس کی آنکھیں اشک بار ہوگئیں۔

بوڑھی ماں گھبرا کر بولی...:

''کیا ہوا بابو جی.....بتاؤ روکیوں رہے ہو؟'' میرے بیٹے کا کیا حال ہے....؟''

مگر وہ شخص خاموش کھڑا رہا اور زار و قطار رونے لگا۔ بڑھیا کو اندازہ ہو گیا کہ اس کے بیٹے کی کوئی بری خبر ہے۔ وہ بے قراری کے عالم مین آپے سے باہر ہو گئی۔ اس کے صبر کا پیمانہ چھلک گیا۔ دیکھتے ہی دیکھتے زمین پر دھڑام سے گری اور بے ہوش ہو گئی۔ پل جھپکتے لوگوں کی بھیڑ جمع ہو گئی اور لوگوں نے اس سے دریافت کیا" معاملہ کیا ہے؟

تب اس شخص نے جواب دیا کہ میں ایک ان پڑھ اور جاہل آدمی ہوں۔ میرے ظاہری لباس کو دیکھ کر بوڑھیا ماں نے مجھے خط پڑھنے کی فرمائش کی۔ مجھے سخت ندامت محسوس ہوئی اور میں شرمندہ ہو کر اپنی جہالت پر آنسو بہانے لگا..... مگر بڑھیا نے یہ سمجھا کہ اس کے بیٹے کی کوئی بری خبر آئی ہے۔

اسی بھیڑ میں ایک شخص آگے بڑھا اور اس کے ہاتھ سے خط لے کر پڑھنے لگا۔ خط میں تحریر تھا،" پیاری امی! میں آئندہ اتوار میں آپ کو لینے کے لیے آ رہا ہوں۔" مگر بڑھیا ماں کی روح اس قفسِ عنصری سے پرواز کر چکی تھی۔

پڑھیے اور سمجھیے:

مقاصدِ حسنہ	:	اچھے مقاصد
آغوش	:	گود
منور	:	روشن
روزافزوں	:	آئے دن زیادہ
حریص	:	لالچی
عبور کرنا	:	پار کرنا
بیش بہا	:	قیمتی
روشناس ہونا	:	باخبر ہونا
ذلیل وخوار ہونا	:	شرمندہ ہونا
سایہ سر سے اٹھ جانا	:	سرپرست کا مر جانا
آراستہ کرنا	:	سجانا
ماشاءاللہ	:	جو خدا چاہے
بارگاہِ ایزدی	:	خدا کی بارگاہ
آبدیدہ ہونا	:	غمگین ہونا
اشکبار ہونا	:	آنسو بہانا
زاروقطار رونا	:	بہت رونا
صبر کا پیمانہ چھلکنا	:	برداشت سے باہر
پلک جھپکنا	:	آنکھ جھپکنا
قفسِ عنصری	:	خاکی جسم
آپے سے باہر ہونا	:	بے خود ہو جانا

سوچیے اور بتائیے

ا۔تعلیم حاصل کرنے کے نیک مقاصد کیا ہیں؟

۲۔ پیارے رسولؐ نے علم کے بارے میں کیا فرمایا ہے؟

۳۔علم حاصل کرتے وقت کن باتوں پر دھیان رکھنا ضروری ہے؟

۴۔مضمون نگار نے کن لوگوں کو خوش نصیب کہا ہے؟

۵۔ بڑھیا زاروقطار کیوں رونے لگی؟

٦۔ بڑھیا کے بیٹے نے اپنے خط میں کیا پیام بھیجا تھا؟

ذیل میں دیے گیے الفاظ میں سے جو واحد ہوں ان کی جمع اور جو جمع ہوں ان کے واحد کیجیے:

مقاصد۔سہولت ۔ضرورت ۔عظمتوں ۔ شے ۔کارہا۔علوم ۔ پریشانی

ذیل میں دیے گیے محاوروں کو جملوں میں استعمال کیجیے:

روشناس ہونا۔ ذلیل وخوار ہونا۔ آبدیدہ ہونا۔ اشکبار ہونا۔ زاروقطار رونا ۔صبر کا پیمانہ چھلکنا۔ پلک جھپکنا۔آپے سے باہر ہونا۔روح پرواز کرنا۔سایہ سر سے اٹھ جانا۔آراستہ کرنا۔